سوال

(64) کیا عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر نہیں اٹھائے گئے؟

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

اس شخص کے بارے میں حکم جو یہ کہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اٹھائے گئے نہ وہ آخری زمانہ میں نازل ہوں گے

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

اس شخص کے بارے میں حکم جو یہ کہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اٹھائے گئے نہ وہ آخری زمانہ میں نازل ہوں گے

الحمد للہ رب العالمین 'والعاقبۃ للمتقین 'والصلوۃ والسلام علی عبدہ ورسولہ وخیرتہ من خلقہ محمد بن عبداللہ 'وعلی آلہ وصحبہ 'ومن سار سیرتہ واہتدي بہداہ الی یوم الدین_ اما بعد :

میرے پاس دینی بھائی مولانا منظور احمد مہتمم جامعہ عربیہ چنیوٹ پاکستان کے دستخط سے درج ذیل سوال آیا ہے :

''حضرات علماء کرام حضرت عیسی علیہ السلام کی حیات اوران کے جسد عنصری شریف کے ساتھ آسمان پ رفع اورپھر قرب قیامت آسمان سے زمین پر نزول کے بارے میں کیا فرماتے ہیں، حضرت عیسیٰ کا نزول تواشراط قیامت میں سے ہے، اس شخص کے بارے میں کیا حکم ہے جوان کے قرب قیامت نزول کا انکار کرے اوریہ دعوی کرے کہ انہیں پھانسی پر تولٹکا دیا گیا تھا لیکن وہ اس سے فوت نہیں ہوئے بلکہ کشمیر ہجرت کرگئے تھے اورپھر کشمیر میں طویل عرصہ تک زندہ رہنے کے بعد طبعی موت سے فوت ہوئے اورقیامت سے پہلے حضرت عیسی نازل نہیں ہوں گے بلکہ وہ ان کا مثیل ہوگا، براہ کرم فتوی سے سرفراز فرمائیے، اللہ تعالی آپ کو اجروثواب سے نوازے گا۔''

الجواب : وباللہ المستعان 'وعلیہ التکلان 'ولاحول ولاقوۃ الاباللہ))

کتاب وسنت کے بے شمار دلائل سے یہ ثابت ہے کہ اللہ تعالی کے بندے حضرت عیسی ابن مریم علیہ الصلوۃ والسلام کو ان کی روح اورجسم کو اکٹھا ہی آسمان پر اٹھالیا گیا تھا، آپ فوت ہوئے نہ قتل اورنہ پھانسی دیئے گئے، آپ آخری زمانہ میں آسمان سے نازل ہوں گے، دجال کو قتل کریں گے، صلیب کو توڑدیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، جزیہ ختم کردیں گے اورصرف اسلام ہی قبول کریں گے اوریہ ثابت ہے کہ آپ کا نزول اشراط قیامت میں سے ہے، ہم نے جو کچھ ذکر کیا ہے، اس پر ان تمام علماء اسلام کا اجماع ہے، جن کے اقوال پر اعتماد کیا جاتا ہے، ہاں البتہ ان کا اللہ تعالی کے حسب ذیل ارشاد گرامی میں مذکور ''توفی'' کے معنی میں اختلاف ہے :

إِذْ قَالَ اللَّهُ يَا عِيسَىٰ إِنِّي مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ (آل عمران ۳/۵۵)

''اس وقت اللہ تعالی نے فرمایا کہ عیسی میں تمہاری دنیا میں رہنے کی مدت پوری کر کے تم کو اپنی طرف اٹھالوں گا۔''

اس سلسلہ میں کئی اقوال ہیں جن میں سے ایک قول یہ ہے کہ اس مراد وفات (موت) ہے کیونکہ جو شخص باقی دلائل پر غور نہ کرے اس کے سامنے اس آیت کے بظاہر یہی معنی ہیں اور پھر اسی لئے بھی کہ اس معنی میں یہ لفظ قرآن مجید میں کئی بار استعمال بھی ہوا ہے مثلا :

قُلْ يَتَوَفَّاكُم مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِي وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّكُمْ (السجدة ۱۱/۳۲)

''کہہ دو کہ موت کا فرشتہ جو تم پر مقرر کیا گیا ہے تمہاری روحیں قبض کرلیتا ہے۔''

اور ارشاد باری تعالی ہے :

وَلَوْ تَرَىٰ إِذْ يَتَوَفَّى الَّذِينَ كَفَرُوا الْمَلَائِكَةُ (الانفال ۵۰/۸)

''اور کاش اس وقت (کی کیفیت) دیکھو جب فرشتے کافروں کی جانیں نکالتے ہیں۔''

اسی طرح کچھ اور آیات بھی ہیں جن میں ''توفی'' کا لفظ موت کے معنی میں استعمال ہوا ہے تو اس معنی کے اعتبار سے آیت میں تقدیم وتاخیر ہے۔

دوسرا قول یہ ہے کہ ''توفی'' کے معنی قبض کرنے کے ہیں، حافظ ابن جریر نے اپنی تفسیر میں ائمہ سلف کی ایک جماعت سے یہ معنی بیان کئے ہیں اور خود انہوں نے بھی اسی قول کو پسند کیا اور دیگر اقوال پر اسے ترجیح دی ہے تو اس قول کے اعتبار سے آیت کے معنی یہ ہوں گے کہ ''اے عیسی! میں تجھے عالم ارض سے قبض کر کے عالم آسمان تک پہنچانے والا ہوں جب کہ تو زندہ ہوگا اور تجھے اپنی طرف اٹھانے والا ہوں۔'' چنانچہ عرب اسی معنی میں اس لفظ کو استعمال کرتے ہوئے کہتے ہیں توفیت مالی من فلان یعنی ''فلاں شخص سے میں نے اپنا سارا مال قبضہ میں لے لیا ہے۔''

تیسرا قول یہ ہے کہ اس سے مراد وفات نیند ہے کیونکہ نیند کو بھی وفات کہا جاتا ہے اور دلائل سے یہ ثابت ہے کہ حضرت عیسی علیہم السلام فوت نہیں ہوئے لہذا واجب ہے کہ آیت کو وفات نیند پر محمول کیا جائے تاکہ تمام دلائل میں تطبیق ہوسکے، وفات کے نیند کے معنی میں استعمال کی مثال حسب ذیل ارشاد باری تعالی ہے :

وَهُوَ الَّذِي يَتَوَفَّاكُم بِاللَّيْلِ (الانعام ۶۰/۶)

''اور وہی تو ہے جو رات کو (سونے کی حالت میں) تمہاری روح قبض کرلیتا ہے۔''

اور فرمایا :

اللَّهُ يَتَوَفَّى الْأَنفُسَ حِينَ مَوْتِهَا وَالَّتِي لَمْ تَمُتْ فِي مَنَامِهَا فَيُمْسِكُ الَّتِي قَضَىٰ عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْأُخْرَىٰ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى (الزمر ۴۲/۳۹)

''اللہ لوگوں کے مرنے کے وقت ان کی روحیں قبض کرلیتا ہے اور جو مرے نہیں (ان کی روحیں) سوتے میں (قبض کرلیتا ہے پھر جن پر موت کا حکم کرچکتا ہے، ان کو روک رکھتا ہے اور باقی روحوں کو ایک وقت مقرر تک کے لئے چھوڑ دیتا ہے۔''

پہلے قول کی نسبت آخری دو قول قابل ترجیح ہیں، بہر حال حق بات یہ ہے جو ناقابل تردید دلائل وبراہین سے ثابت ہے کہ حضرت عیسی علیہ الصلوۃ والسلام کو زندہ آسمانوں پر اٹھالیا گیا تھا لہذا وہ فوت نہیں ہوئے بلکہ ابھی تک آسمانوں میں زندہ ہیں، آخر زمانہ میں آسمان سے نازل ہوں گے اور ان امور کو سرانجام دیں گے جو ان کے سپرد کئے جائیں گے، جیسا کہ اس کی

تفصیل ہمیں حضرت محمد ﷺ کی صحیح احادیث سے ملتی ہے۔

اس کے بعد پھر حضرت عیسی علیہ السلام پر وہ موت طاری ہوگی جو اللہ تعالی نے ان کے لئے لکھ رکھی ہے۔ لہذا معلوم ہوا کہ آیت میں مذکورہ لفظ ''توفی'' کی موت سے تفسیر کرنا ایک ضعیف اور مرجوح قول ہے اور اگر اس قول کو صحیح فرض بھی کرلیا جائے تو موت سے مراد وہ موت ہوگی جو آسمانوں سے نزول کے بعد ان پر وارد ہوگی اور آیت میں تقدیم وتاخیر ہے کیونکہ حرف واو ترتیب کا متقاضی نہیں ہوتا جیسا کہ اہل علم نے اسے بیان کیا ہے، واللہ الموفق!

جو شخص یہ کہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام کو قتل کردیا گیا یا پھانسی پر لٹکا دیا گیا تھا تو قرآن مجید بڑی صراحت کے ساتھ اس قول کی تردید کرتے ہوئے اسے باطل قرار دیتا ہے، اسی طرح اس شخص کا قول جو یہ کہے کہ حضرت عیسی کو آسمانوں پر نہیں اٹھایا گیا بلکہ وہ کشمیر کی طرف ہجرت کرگئے تھے، وہاں عرصہ درازتک رہے اور پھر وہاں طبعی موت فوت ہوگئے تھے لہذا وہ قیامت سے پہلے نازل نہیں ہوں گے بلکہ نازل ہونے والی حضرت عیسی علیہ السلام کے مثیل کوئی دوسری شخصیت ہوگی تو یہ قول بھی بالکل باطل ہے بلکہ اللہ تعالی اور اس کے رسول ﷺ پر افتراء اور کذب ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام اس وقت تک تو نازل نہیں ہوئے لیکن وہ زمانہ مستقبل میں ضرور نازل ہوں گے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی خبر دی ہے۔ مذکورہ تفصیل سے سائل اور دیگر لوگوں کو یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ جو شخص یہ کہے کہ حضرت مسیحؑ کو قتل کردیا یا پھانسی پر لٹکا دیا گیا تھا یا کہے کہ وہ کشمیر کی طرف ہجرت کرگئے اور وہاں طبعی موت فوت ہوگئے تھے اور آسمانوں پر نہیں اٹھائے گئے یا یہ کہے کہ حضرت عیسیٰؑ آسمانوں سے نازل ہوچکے ہیں یا یہ کہے کہ حضرت عیسی نہیں بلکہ ان جیسی کوئی اور شخصیت آسمانوں سے نازل ہوگی تو وہ اللہ تعالی پر افتراء پردازی کرتا بلکہ اللہ تعالی اور اس کے رسول کی تکذیب کرتا ہے اور جو شخص اللہ تعالی اور اس کے رسول کی تکذیب کرے، وہ کافر ہے۔ واجب یہ ہے کہ اس سے ان اقوال سے توبہ کروائی جائے اور کتاب وسنت کے دلائل کی روشنی میں اس کے سامنے مسئلہ کو واضح کیا جائے، اگر وہ توبہ کرکے حق کی طرف رجوع کرے تو بہت خوب ورنہ اسے کافر قرار دیتے ہوئے قتل کردیا جائے گا۔ اس مسئلہ سے متعلق دلائل بہت زیادہ بھی ہیں اور مشہور ومعروف بھی ہیں مثلا اللہ سبحانہ وتعالی نے

حضرت عیسی علیہ السلام کی شان میں سورہ نساء میں فرمایا:

وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَـٰكِن شُبِّهَ لَهُمْ وَإِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ لَفِي شَكٍّ مِّنْهُ مَا لَهُم بِهِ مِنْ عِلْمٍ إِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا ١٥٧ بَل رَّفَعَهُ اللَّـهُ إِلَيْهِ وَكَانَ اللَّـهُ عَزِيزًا حَكِيمًا (النساء۴/۱۵۷۔۱۵۸)

''اور انہوں نے عیسیٰؑ کو قتل نہیں کیا اور نہ انہیں سولی پر چڑھایا بلکہ ان کو ان کی سی صورت معلوم ہوئی اور جو لوگ ان کے بارے میں اختلاف کرتے ہیں وہ ان کے حال سے شک میں پڑے ہوئے ہیں اور پیروی ظن کے سوا ان کو اس کا مطلق علم نہیں اور انہوں نے عیسی علیہ السلام کو یقینا قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے ان کو اپنی طرف اٹھالیا اور اللہ غالب (اور) حکمت والا ہے۔''

اسی طرح متواتر احادیث سے یہ ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت عیسی علیہ الصلوۃ والسلام ایک حاکم عادل کی حیثیت سے آخر زمانہ میں نازل ہوں گے مسیح ضلالت (دجال) کو قتل کریں گے، صلیب توڑدیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، جزیہ ختم کردیں گے اور صرف اسلام قبول کریں گے۔ رسول اللہ ﷺ کی یہ متواتر احادیث ہیں جو قطعی طور پر صحیح ہیں، علماء اسلام کا ان کی قبولیت اور ان کے ساتھ ایمان پر اجماع ہے جیسا کہ کتب عقائد میں مذکور ہے۔ اگر کوئی شخص ان کا یہ کہتے ہوئے انکار کرے کہ یہ اخبار آحاد ہیں، ان سے قطعی علم حاصل نہیں ہوتا، یا ان کی یہ طویل کرے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ آخر زمانہ میں لوگ حضرت مسیح علیہ السلام جیسے اخلاق رحمت وشفقت کو اختیار کرلیں گے تو یہ اقوال بالکل باطل، اسلام کے عقیدہ کے خلاف، بلکہ شریعت کی ثابت شدہ اور متواتر نصوص کے صریحا خلاف، شریعت بیضاء پر ظلم، اسلام اور پیغمبر معصوم علیہ الصلوۃ والسلام کی احادیث کے خلاف بدترین جرات، ظن اور خواہش نفس سے فیصلہ اور جادہ حق وہدایت سے خروج کے مترادف ہیں۔ ایسا اقدام کوئی ایسا شخص نہیں کرسکتا جس کا ایمان صادق ہو، علم شریعت میں رسوخ حاصل ہو اور جس کے دل میں شریعت کے احکام اور نصوص کی تعظیم ہو۔ اس طرح یہ کہنا کہ حضرت مسیح سے متعلق احادیث اخبار آحادہ ہیں جو علم قطعی کا فائدہ نہیں بخشتیں تو یہ بھی ایک بالکل فاسد قول ہے کیونکہ یہ احادیث بہت زیادہ ہیں۔ کتب صحاح، سنن اور مسانید میں مختلف سندوں اور متعدد مخارج کے ساتھ موجود ہیں اور تواتر کی شرائط پر پوری اترتی ہیں، جس شخص میں شریعت کے بارے میں ادنی سی بھی بصیرت ہو وہ انہیں نظرانداز نہیں کرسکتا اور نہ انہیں ناقابل اعتماد قرار دے سکتا ہے اور اگر ہم یہ تسلیم کربھی لیں کہ یہ اخبار آحادہ ہیں تو تمام اخبار آحادہ کے بارے میں تو یہ نہیں کہا جاسکتا کہ وہ مفید علم قطعی نہیں ہیں بلکہ صحیح بات یہ ہے، جیسا کہ محقق اہل علم کا یہ قول ہے کہ اخبار آحادہ

کی سندیں جب متعدد اور صحیح ہوں اور ان کے خلاف صحیح احادیث موجود نہ ہوں تو وہ مفید علم قطعی ہوں گی۔ لہذا اس اعتبار سے جب ہم اس موضوع کی احادیث کا جائزہ لیتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ قطعی طور پر صحیح ہیں، کی سندیں متعدد ہیں اور ان کے خلاف صحیح احادیث بھی نہیں ہیں تو یہ مفید علم قطعی ہیں خواہ ہم انہیں اخبار آحادہ کا نام دیں یا یہ کہیں کہ احادیث متواتر ہیں۔ اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ یہ شبہ بالکل باطل ہے اور اس کا قائل جادہ حق وصواب سے دور ہٹا ہوا ہے اور اس بدتر اور زیادہ باطل قول اس شخص کا ہے جو اللہ تعالی اور اس کے رسول ﷺ کے ارشادات کی مخالفت کی جرات کرتے ہوئے مذکورہ بالا آیات واحادیث کی غلط تاویل کرتا ہے۔ اس شخص نے ایک طرف تو نصوص کتاب وسنت کی تکذیب کی، انہیں باطل قرار دیا اور دوسری طرف اس کا ان باتوں پر ایمان بھی نہیں ہے جو ان نصوص سے ثابت ہیں یعنی حضرت عیسی علیہ السلام کا نزول، لوگوں میں عدل وانصاف کے ساتھ حکومت کرنا، دجال کو قتل کرنا اور وہ دیگر امور جو ان احادیث میں مذکور ہیں۔ اس شخص نے رسول اللہ ﷺ کی طرف جو امت کے سب سے زیادہ ہمدرد اور خیر خواہ تھے اور اللہ تعالی کی شریعت کو سب سے بڑھ کر جاننے والے تھے، دجل وتلبیس کو بھی منسوب کیا ہے، اس کی بات سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ معاذ اللہ آپؐ کا ارادہ کچھ اور تھا لیکن آپ ﷺ کا کلام اور آپ ﷺ کے الفاظ بظاہر کچھ اور ہیں گویا نعوذ باللہ آپؐ نے امت کے سامنے افتراء کذب اور دھوکا پر مبنی الفاظ استعمال کئے، ایسی سوچ اور فکر سے اللہ کی پناہ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا مقام ومرتبہ اس سے کہیں بلند وبالا اور ارفع واعلی ہے کہ آپؐ کی ذات گرامی کی طرف کوئی ایسی گھٹیا بات منسوب کی جائے، یہ قول تو ان ملحدین کے قول سے مشابہت رکھتا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ عوام کی مصلحت کی خاطر انبیاء کرام علیہم السلام دجل وتلبیس سے کام لیتے رہے کہ انہوں نے جو کچھ بظاہر کہا، درحقیقت وہ ان کا مقصود نہ تھا۔ اہل علم وایمان نے الحمد اللہ ایسے ملحدین کی تردید میں خوب لکھا ہے اور دلائل قاطعہ وبراہین ساطعہ کے ساتھ ان کی ان لغو باتوں کو باطل قرار دیا ہے۔ ہم دلوں کی کجی، امور کے التباس، گمراہ کن فتنوں اور شیطان کے وسوسوں سے اللہ تعالی سے پناہ مانگتے ہیں اور ہم اللہ عزوجل کی بارگاہ قدس میں دست بدعا ہیں کہ وہ ہمیں اور تمام مسلمانوں کو خواہش نفس اور شیطان کی اطاعت سے محفوظ رکھے، بے شک وہ ہر چیز پر قادر ہے اور اللہ تعالی بزرگ وبرتر کے سوا کوئی نیکی کی توفیق عطا کرسکتا ہے نہ برائی سے بچا سکتا ہے۔ امید ہے ہم نے جو کچھ ذکر کیا اس میں سائل کے لئے تشفی کا سامان بھی ہوگا اور حق کی وضاحت بھی۔

والحمد للہ رب العالمین ' وصلی اللہ وسلم علی عبدہ ورسولہ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین

[فتاوی مکیہ]